



سوال

(61) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور اس کے سوا سب مخلوق ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور اس کے سوا سب مخلوق ہے

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور اس کے سوا سب مخلوق ہے

الحمد للہ وحده، والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده، وعلی آلہ وصحبہ۔ اما بعد:

میری طرف ایک بھائی نے لکھا ہے کہ ان کے ایک دوست نے انہیں یہ کہہ کر شبہ میں مبتلا کر دیا ہے کہ وہ اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان، زمین، عرش کرسی اور ہر چیز کا خالق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اس بھائی نے اپنے دوست کو یہ جواب دیا کہ تمہاری بات کا پہلا حصہ تو ٹھیک ہے لیکن دوسرا حصہ ٹھیک نہیں اور اس کے بارے میں کسی مسلمان کو بات کرنا زیب نہیں دیتا لہذا تمہیں اسی قدر کافی ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافی تھا، علم کے سمندر ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی اس طرح کا سوال نہیں کیا تھا، نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں فرمایا ہے:

لَیْسَ کَشْفِیْ شَیْءٍ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (الشوریٰ ۱۱/۳۲)

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

نیز فرمایا: **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ**

(الحمدید ۳/۵۷)

”وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے سب پر) ظاہر اور (اپنی ذات کے لحاظ سے) پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔“



اس بجائی نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس شبہ کا میں جواب دوں، لہذا اس کا میری طرف سے جواب حسب ذیل ہے:

خوب اچھی طرح جان لیجئے۔۔۔ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو دین میں سمجھ بوجھ اور ثبات قدمی عطا فرمائے۔۔۔ کہ شیاطین انس و جن مسلمانوں کو بہت سے شبہات میں مبتلا کرتے رہے اور کرتے رہیں گے، ان کا مقصود یہ ہے کہ حق میں تشکیک پیدا کر کے مسلمانوں کو ایمان کے نور سے نکال کر کفر کی ظلمتوں کی طرف لے آئیں، لیکن کافر باطل عقیدہ پسجے رہیں، یہ بات اس اللہ کے علم و قدرت میں تھی کہ ایسا بھی ہوگا کہ جس نے اس دنیا کو آزمائش و امتحان کا گھر اور حق و باطل کی کشمکش کا مقام بنایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہدایت کا طالب کون ہے اور کون نہیں ہے، سچا کون ہے اور جھوٹا کون، مومن کون ہے اور منافق کون، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

الم ۱ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكَوَأَنْ يُقْتُلُوا آمَنًا وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (العنکبوت ۲۹/۶۵)

”الم ۱ کیا یہ لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے، جھوٹ دینے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے) سو اللہ ان کو ضرور ظاہر کرے گا جو (انے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔“

اور فرمایا:

وَلْيَبْلُغُوا حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْجَادِبِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَتَبْلُغُوا آخِبَارَكُمْ

(محمد ۳۱/۳۷)

”اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائیں گے تاکہ جو تم میں سے جہاد کرنے والے اور ثبات قدم رہنے والے ہیں، ان کو معلوم (ظاہر) کریں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔“

نیز فرمایا:

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُؤْمِنُونَ بِالْإِيمَانِ لِيُجَادِلُواكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ (الانعام ۶/۱۲۱)

”اور شیطان (لوگ) اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ ان کے کہے پر چلے تو بے شک تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔“

اور فرمایا:

وَكَذَٰلِكَ بَدَّلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَاطِئِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحَىٰ لِبَعْضِهِمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۚ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۚ ۱۱۲ وَلَيَصْفَىٰ إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلَيَرْضَوْهُ وَلَيَقْتَرِفُنَّ إِثْمًا مِّمَّا يُنْتَهَوْنَ عَنْهُ مُقْتَرِفُونَ (الانعام ۶/۱۱۲-۱۱۳)

”اور اس طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا، وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے رہتے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے، تو ان کو اور جو کچھ یہ افتراء کرتے ہیں، اسے جھوٹا دو اور (وہ ایسے کام) اس لئے بھی (کرتے تھے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ان کی باتوں پر مائل ہوں اور وہ انہیں پسند کریں اور جو کام وہ کرتے تھے، وہی کرنے لگیں۔“

پہلی، دوسری اور تیسری آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا ہے کہ وہ ہر مدعی ایمان کی آزمائش کرتا رہتا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ وہ اپن دعویٰ ایمان میں سچا ہے یا نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اس نے ہم سے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تاکہ وہ سچے اور جھوٹے کو جان لے، یہ آزمائش مال، فقر، مرض، صحت اور دشمن کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے اور ان مختلف شبہات کی صورت میں بھی شیاطین جن و انس پیدا کرتے ہیں، اس قسم کی آزمائش کے بعد ہی پتہ چلتا ہے کہ دعویٰ ایمان میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون



اور اللہ تعالیٰ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ یہ ظاہر اور بیرونی طور پر موجود ہے یا نہیں، حالانکہ اپنے علم سابق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پہلے سے بھی معلوم ہے کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے:

لَتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدَّ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلْمًا (الطلاق ۱۲/۶۵)

”تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیروں کا اندازہ آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے مقرر فرمادیا تھا اور اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا

(صبح مسلم) لیکن اللہ عزوجل اپنے علم سابق کی بنیاد پر اپنے بندوں کا مواخذہ نہیں کرتا بلکہ وہ بندوں کے اعمال کو معلوم کرنے کے بعد ان کا مواخذہ کرتا یا انہیں اجر و ثواب سے نوازتا ہے حالانکہ بندوں کے اعمال کا اسے پہلے سے علم ہے لیکن وہ بندوں سے جزا و سزا کا معاملہ ان کے اعمال کے خارج میں ظہور پذیر ہونے کے بعد کرتا ہے۔ چوتھی، پانچویں اور چھٹی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ شیاطین اپنے رفیقوں کے دلوں میں انواع و اقسام کے شبہات اور ملمع سازی کی ایسی باتیں ڈالتے ہیں جن سے وہ اہل حق کو دھوکا دے سکیں تاکہ ان لوگوں کے دل ان کی باتوں کی طرف متوجہ ہوں جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہے اور وہ ان باتوں سے خوش ہوں، اپنی معرکہ آرائیوں کو جاری رکھ سکیں اور حق کو باطل کے ساتھ ملا دیں، حق کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر دیں، انہیں ہدایت سے روک دیں لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے کچھ ایسے بندوں کو بھی توفیق دیتا ہے جو ان شیطانوں اور ان کے رفیقوں کے پھیلائے ہوئے شبہات کو پشت ازبام کر دیتے ہیں اور براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ کے ساتھ ان کے باطل نظریات کا پردہ چاک کر دیتے ہیں تاکہ وہ حجت تمام کر دیں، عذر ختم کر دیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے، یہ بھی تو ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کر رہی ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

وَرَزْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بُرْهَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهِدِيْ وَرَحْمَةً وَّبُشْرًا لِّلْمُسْلِمِيْنَ (الحل ۱۶/۸۹)

”اور ہم نے آپ پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمان کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔“

اور فرمایا: وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِشَيْءٍ اِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنُ تَفْسِيْرًا (الفرقان ۲۵/۳۳)

”اور یہ لوگ آپ کے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم آپ پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں۔“

بعض سلف نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر اس دلیل کو شامل ہے جو اہل باطل قیامت تک پیش کریں گے۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ”یا رسول اللہ! ہمارے دل میں کبھی ایسی باتیں آتی ہیں، جنہیں زبان پر لانا ہم بہت مشکل سمجھتے ہیں؟“ فرمایا ”کیا یہ صورت تم میں پیدا ہو گئی ہے؟“ صحابہ کرام نے عرض کیا ”جی ہاں“ یہ تو صریح ایمان ہے۔ ”بعض اہل علم نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسان کے دل میں شیطان کبھی ایسے شکوک و وسوسے پیدا کرتا ہے کہ ان کی خرابی اور قباحت کی وجہ سے انہیں زبان پر لانا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے حتیٰ کہ انہیں زبان پر لانے سے یہ کہیں آسان معلوم ہوتا ہے کہ انسان آسمان سے گر پڑے، لہذا مرد مومن کا ان وسوسوں کو منکر سمجھنا، ان کو بہت برا سمجھنا اور ان کے خلاف جنگ کرنا صریح ایمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اور اس کے کمال اسماء و صفات پر سچے ایمان اور اس بات پر ایمان کہ اس کا کوئی شیل و نظیر نہیں اور وہ خلاق، علیم، حکیم اور نجیب ہے، کا بھی یہ تقاضا ہے کہ مرد مومن ان شکوک و شبہات کا انکار کر دے، ان کے خلاف جنگ کرے اور ان کے باطل ہونے کا عقیدہ رکھے۔ بلاشک و شبہ آپ کے دوست نے جو ذکر کیا یہ اسی قسم کے وسوسوں میں سے ہے، آپ نے اس کا لہجھا جواب دیا ہے اور صیح طریقہ سے اس کی تردید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید علم و توفیق سے نوازے۔

اس سوال کے جواب کے سلسلہ میں، اس مسئلہ کے بارے میں وارد بعض احادیث اور اہل علم کے کلام کے بعض حوالہ جات ان شاء اللہ تعالیٰ اب میں ذکر کروں گا تاکہ آپ کے لئے



اور شبہ میں مبتلا آپ کے دوست کے لئے صورت حال واضح ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس قسم کے شبہات کے پیدا ہونے کے وقت ایک مومن کے لئے کیا واجب ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے اس موضوع سے متعلق کچھ دیگر ضروری باتیں بھی ذکر کی جائیں گی۔

وہو سبحانہ ولسی التوفیق والہادی الی سواہ السبیل

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الجامع الصحیح" (مع فتح الباری ص ۳۳۶ ج ۶ طبع مطبعہ سلفیہ) کے "باب صفۃ ائیس و جنوہ" میں فرماتے ہیں "(یحییٰ بن بکیر، لیث، عقیل، ابن شہاب، عروہ بن زبیر کی سند کے ساتھ) کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا، اس کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کوئی آدمی یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے (استغفار پڑھے) اور رک جائے" پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البخاری (مع فتح الباری ص ۲۶۳ جلد ۱۳) کتاب الاعتصام میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خالق کون ہے؟" امام مسلم نے صحیح مسلم (مع شرح النووی ص ۱۰۲ ج ۲) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی ہے جو قبل ازیں ہم صحیح بخاری کے حوالے سے ذکر کر آئے ہیں نیز انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث بھی ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مخلوق کو پیدا فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ جو شخص اس طرح کی کوئی بات پائے تو وہ یہ کہے کہ

((امت باللہ ورسد)) میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔"

اس کے بعد امام مسلم نے اس حدیث کو کچھ دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی روایت کیا ہے اور پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے، "آپ کی امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے، یہ کیا ہے حتیٰ کہ وہ بھی کہنے لگیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟" امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے نفسوں میں کچھ ایسی باتیں پاتے ہیں کہ جنہیں زبان پر لانا بہت بڑا کام محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا "کیا تم نے یہ صورت حال پالی ہے؟" صحابہ کرام نے جواب دیا "جی ہاں" تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ تو صریح ایمان ہے۔" پھر امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے وسوسہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "یہ تو محض (خالص) ایمان ہے۔" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مسلم" میں ان احادیث کے ذیل میں فرمایا ہے کہ جہاں تک ان احادیث کے معانی اور فہم کا تعلق ہے تو ان میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ "یہ تو صریح ایمان ہے" یہ محض ایمان ہے۔ "تو ان کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا ان باتوں کے زبان پر لانے کو بہت بڑا سمجھنا صریح ایمان ہے کہ اسے بڑا سمجھنا اور عقیدہ رکھنا تو بڑی دور کی بات ہے، شدت خوف کی وجہ سے اسے زبان پر لانے کو بھی بہت گراں سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان یقیناً مکمل اور تمام شکوک و شبہات سے پاک ہے، دوسری روایت میں اگرچہ اس بات کو بڑا سمجھنے کا ذکر نہیں ہے لیکن اس سے بھی مراد یہی ہے، یہ گویا پہلی روایت ہی کا اختصار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

امام مسلم نے پہلی روایت کو پہلے ذکر فرمایا ہے۔ اس حدیث کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ شیطان جب انسان کو گمراہ کرنے سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اس کے دل میں وسوسے ڈال کر اسے پریشان کرنے کی کوشش کرتا ہے، جب کہ وہ کافر کے پاس جیسے چاہتا ہے آتا جاتا ہے اور اس کل سلسلہ میں صرف وسوسہ پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ تو وہ جس طرح چاہتا ہے، کھیلتا ہے تو اس اعتبار سے حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ وسوسہ کا سبب محض ایمان ہے یا یہ کہ وسوسہ ایمان کے خالص ہونے کی علامت ہے، چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا محسوس کرے تو وہ یہ کہے کہ

"امت باللہ" اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اس وسوسہ سے رک جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس باطل خیال کو جھٹک دے اور اس کے ازالہ کے لئے اللہ کی طرف توجہ کرے۔ امام زری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم یہ دیا ہے کہ وسوسوں کو نظر و استدلال کے طریق



سے باطل قرار دینے کی بجائے ان سے اعراض کر کے اور انہیں جھٹک کر دور کرنا چاہئے تو اس سلسلہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وسوسوں کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جو مستقل نہیں ہیں اور نہ وہ شبہات کی پیداوار ہیں تو اس قسم کے وسوسوں کو اعراض اور روگردانی کے ذریعہ ختم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ پہلی حدیث کو اسی معنی پر محمول کیا جائے گا اور اس طرح کی کیفیت کو وسوسہ کا نام دیا جائے گا، گویا جب کسی اصل کے بغیر کوئی امر طاری ہو تو اسے دلیل پر غور و فحکے بغیر رد کر دیا جائے گا کہ اس کا کوئی اصل ہے ہی نہیں کہ اس کا جائزہ لیا جائے لیکن اس کے برعکس جو وسوسے شبہات کی پیداوار ہیں، انہیں باطل قرار دینے کے لئے نظر و استدلال ہی کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

نبی کریم ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اس سے رک جائے۔“ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ وسوسہ پیدا ہو تو آدمی کو چاہئے کہ اس کے شر کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کے بارے میں غور و فحکے سے باز رہے اور جان لے کہ یہ خیال باطل شیطانی وسوسہ ہے اور شیطان کی یہ کوشش ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہ کر کے فتنہ و فساد میں مبتلا کر دے لہذا وسوسہ کی طرف مائل ہونے سے فوراً اعراض کرنا چاہئے اور اسے ختم کرنے کے لئے اسے ذہن سے جھٹک کر آدمی کو چاہئے کہ کسی اور کام میں مشغول ہو جائے۔

(شرح صحیح مسلم از امام نووی، ص: ۱۵۶)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ”فتح الباری“ میں اس جواب کے شروع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا، جب یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور رک جائے۔“ یعنی اس وسوسہ کو مزید جاری رکھنے سے رک جائے، اس کے ازالہ اور خاتمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور جان لے کہ اس وسوسہ کے ذریعے شیطان اس کے دین و عقل کو خراب کرنا چاہتا ہے لہذا کسی دوسری بات میں مشغولیت اختیار کر کے اسے ترک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مضموم یہ ہے کہ جب شیطان وسوسہ ڈالے اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہئے ہونے اس وسوسہ کو مزید وسعت دینے سے رک جائے، تو وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔ انسان کا انسان کے ساتھ معاملہ ہو تو اسے حجت و برہان کے ساتھ خاموش کیا جاسکتا ہے کیوں کہ انسان کے ساتھ کلام سوال و جواب کی صورت میں ہوتا ہے اور یہ کلام محدود ہوتا ہے۔ اگر انسان صحیح اسلوب اختیار کرے اور صحیح دلیل پیش کرے تو مقابلہ جو انسان ہو وہ خاموش ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس شیطان کے وسوسہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ انسان جب ایک دلیل دیتا ہے تو شیطان اس کے مقابلہ میں دوسری دلیل پیش کرتا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے حتیٰ کہ انسان حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ ((نعوذ باللہ ذلک))

خطابی فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کہنا کہ ”تیرے رب کو کس نے پیدا کیا۔“ یہ ایک بے معنی کلام ہے جس کا آخری حصہ پہلے کے مخالف ہے کیونکہ جو خالق ہو اس کے لئے یہ مجال ہے کہ وہ مخلوق ہو۔ اس سوال کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس سے تسلسل لازم آتا ہے اور وہ مجال ہے اور عقل نے یہ ثابت کیا ہے کہ محدثات کسی محدث کی محتاج ہیں اور اگر محدث بھی کسی اور محدث کا محتاج ہو تو وہ محدث نہ رہا بلکہ وہ بھی محدثات میں سے ہو گیا۔ علامہ خطابی نے یہاں جو شیطانی وسوسہ اور انسانی کلام میں فرق کیا ہے یہ محل نظر ہے کیونکہ صحیح مسلم میں جو حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ کی سند سے ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے کہ اس مخلوق کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص اس طرح کی کوئی بات پائے تو وہ یہ کہے کہ

امنت باللہ ”میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں“ تو اس حدیث میں اس بات میں غور و غوض کو جاری رکھنے سے منع فرمایا ہے اور اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں کیا کہ سائل بشر ہے یا کوئی اور۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے بارے میں مجھ سے دو آدمیوں نے پوچھا لیکن جب سوال ہی بے معنی تھا تو وہ جواب کا مستحق نہ تھا یا اس قسم کے وسوسہ سے رک جانا اسی طرح ہے جس طرح صفات و ذات باری کے بارے میں غور و غوض سے روک دیا گیا ہے۔ علامہ مازری بیان کرتے ہیں کہ وسوسوں کی دو قسمیں ہیں (۱) جو مستقل نوعیت کے نہیں ہوتے اور نہ وہ شبہ کی پیداوار، انہیں اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ ان سے روگردانی کر لی جائے جیسا کہ حدیث میں ہے، اس قسم کے خیال کو وسوسہ کے نام



سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (۲) وہ خیالات جو مستقل نوعیت کے ہوتے ہیں اور شبہات کے قبضہ میں پیدا ہوتے ہیں، ان کا ازالہ نظر و استدلال سے کیا جاتا ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم یہ ہے کہ وسوسہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے اور کسی دوسرے کام میں مشغولیت اختیار کر لی جائے لیکن اس کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور دلیل دی جائے کیونکہ اس بات کا علم کہ اللہ عزوجل اپنے موجد سے بے نیاز ہے، ایک ضروری امر ہے جس میں کسی قسم کے مناظرہ کو کوئی گنجائش نہیں اور پھر اس مسئلہ میں زیادہ سوچ، بچار کرنے سے انسان کی حیرت میں اضافہ ہوگا اور جس کا یہ حال ہو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اسی کی ذات گرامی کے ساتھ وابستگی اختیار کرے۔ اس حدیث میں ایسے امور کے بارے میں کثرت سوال کی مذمت کا اشارہ بھی ہے، جن سے آدمی کو کوئی فائدہ نہ ہو اور وہ ان سے بے نیاز ہو، اس حدیث میں نبوت کی صداقت کی یہ دلیل بھی ہے کہ جن باتوں کے وقوع پذیر ہونے کی آپ نے پیش گوئی فرمائی، وہ واقع ہو کر ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”مواہبہ صحیح المقتول لصریح المعقول“ میں فرماتے ہیں کہ لفظ تسلسل سے مراد تسلسل فی المورثات ہوتا ہے۔۔۔ اور یہ کہ حادث کو کوئی فاعل اور فاعل کا پھر کوئی فاعل ہو۔۔۔ اور یہ بات صریح عقل اور اتفاق عقلاء کی روشنی میں باطل قرار پائی ہے اور یہی وہ تسلسل ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جائے۔ اس سے آپ نے رک جانے کا حکم بھی دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس موقع پر یہ کہا جائے کہ

امنت باللہ جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو کس نے پیدا کیا حتیٰ کہ وہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”آدمی جب یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور رک جائے۔“ اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ”لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ یہ بات بھی پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مخلوق کو پیدا فرمایا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی مسجد ہی میں تھا کہ میرے پاس کچھ بدوی لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ ابوہریرہ! یہ مخلوق تو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا فرمایا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں کنکریاں پکڑ کر ان پر دے ماریں اور کہا کہ کھڑے ہو جاؤ، میرے خلیل (ﷺ) نے بالکل سچ فرمایا تھا ”صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، ”آپ کی امت کے لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ وہ کہیں گے کہ اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے مقصود پورا ہو گیا۔ شاید اب سائل اور اس کے دوست کے سلسلے بات واضح ہو گئی ہو جس نے یہ شبہ پیش کیا تھا۔ ہم نے آیات، احادیث اور اہل علم کے جن اقوال کو ذکر کیا ہے ان سے اس شبہ کا نہ صرف یہ کہ ازالہ ہو جاتا ہے بلکہ یہ اس شبہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اسے بالکل باطل کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا نہ کوئی شیبہ ہے، نہ ہم سر اور نہ شریک۔ وہ اپنی ذات، اسماء، صفات اور افعال میں کامل ہے، وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اپنے رسول امین ﷺ کی زبانی ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا ہے جس کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حوالے سے اعتقاد رکھنا واجب ہے اور ہمیں وہ سب کچھ بھی بتا دیا ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ یہ معرفت اس کے اسماء و صفات اور اس کی پیدا کردہ اور صاف نظر آنے والی نشانیوں سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ انہی نشانیوں میں سے خود انسان کا اپنا وجود بھی ہے کہ یہ بلاشبہ ایک ایسی نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت اور اس کے کمال علم و حکمت پر دلالت کتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ آيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (آل عمران ۱۹۰/۳)

”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے بہت بڑی نشانیاں ہیں۔“

نیز فرمایا:

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۚ ۲۰ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (الذاریات ۲۰-۲۱)



”اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں (ہست سی) نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفوس میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟“

باقی رہی اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کی حقیقت و کیفیت اور اس کی صفات کی کیفیت، تو اس کا تعلق اس علم غیب سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مطلع نہیں فرمایا، اس پر ایمان لانا، اسے تسلیم کرنا اور اس میں غورو غوض کرنا واجب ہے جیسا کہ ہمارے سلف صالح، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں غورو غوض نہیں کیا، نہ اس کے بارے میں سوال کیا بلکہ ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر اور اس پر جو اس نے اپنی کتاب میں لپٹے بارے میں فرمایا یا جسے لپٹے رسول حضرت محمد ﷺ کی زبانی بیان فرمایا، ایمان تھا اور اس پر انہوں نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کیا، ان کا ایمان تھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

جو شخص بھی اس طرح کا کوئی وسوسہ محسوس کرے یا اس کے سامنے اس طرح کو کوئی وسوسہ پیش کیا جائے تو اسے چاہئے کہ اسے زبان پر لانے کو بہت بڑا سمجھے اور دل کی

اتھا گہرائیوں سے اس قسم کے وسوسوں کو مسترد کر دے اور یہ کہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں، نیز شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے، وسوسوں کو جھٹک دے اور ان سے فوراً اعراض کر لے جیسا کہ سابقہ ذکر کی گئی احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ ان وسوسوں کو بڑا سمجھنا اور انہیں رد کر دینا صریح ایمان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی تلقین فرمائی ہے کہ اس باب میں سوال کرنے والوں کے ساتھ گفتگو کو طول بھی نہیں دینا چاہئے کیونکہ اس موضوع میں طول کلام، انسان کو بہت زیادہ شراور نہ ختم ہونے والے شکوک و شبہات تک پہنچا دے گا۔ شکوک و شبہات اور وسوسوں کے خاتمہ اور ان سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی جائے، آپ ﷺ کے ارشادات کو مضبوطی سے تمام کر انہی کے ساتھ وابستگی اختیار کی جائے اور ان مسائل میں غورو غوض نہ کیا جائے اور یہ طرز عمل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے بھی ہم آہنگ ہے کہ:

وَأَنذِرْ عِبَادَكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ يَمْسَعُ الْعَلِيمُ (فصلت ۳۶/۴۱)

”اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، بے شک وہ سنتا جاتا ہے۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ مانگنا، اس کی طرف رجوع کرنا اور ان باتوں غورو غوض نہ کرنا جنہیں وسوسہ پیدا کرنے والوں، باطل کلام پیش کرنے والے فلسفیوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے دیگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور علم غیب کے باب میں کسی حجت و برہان کے بغیر مشہور کر رکھا ہے۔ یہ اہل حق و ایمان کا طریقہ ہے اور یہی سلامتی، نجات اور شیاطین جن و انس کے مکر و فریب سے محفوظ رہنے کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو شیطان کی وسوسہ کاریوں سے محفوظ رکھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے جب بعض لوگوں نے وسوسہ کے باری میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دینے کی بجائے انہیں کنکریاں ماریں اور کہا کہ میرے خلیل (ﷺ) نے بالکل سچ فرمایا تھا۔

اس سلسلہ میں مومن کے لئے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرے اور خوب تدبر سے کام لے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کی عظمت اور اس کے وجود کے بارے میں ایسے ایسے دلائل ہیں جو دلوں کو ایمان، محبت اور تعظیم سے بھر دیتے ہیں اور جن سے یہ پختہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہر چیز کا رب اور مالک ہے۔ وہی ہر چیز کا خالق و عالم ہے، اس کے سوانہ کوئی معبود ہے اور نہ رب۔ اسی طرح مومن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی بخیرت کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید علم نافع، بصیرت و فراست اور حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہدایت کے بعد کج روی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو یہ توجہ دلائی ہے کہ وہ اس سے سوال کریں، دعا مانگنے کی اس نے ترغیب دی اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازنے کا اس نے وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (غافر ۶۰/۴۰)

”اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے اذراہ تکبر اعراض کیا کرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہو کر



داخل ہوں گے۔”

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں، آپ کو، آپ کے دوست کو اور تمام مسلمانوں دین کی فقہت (سمجھ) اور ثبات قدمی عطا فرمائے۔ ہم سب کو گمراہ کن فتنوں اور شیاطین جن وانس کی وسیعہ کاریوں اور وسوسوں سے محفوظ رکھے، وہی قادر و کارساز ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، و صلی اللہ علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ

[فتاویٰ مکیہ](#)